424 C

یا ایھا الناس اذکروا نعمت اللہ علیکم

424

احسانات مسیح موعود میں سے کچھ

27/4 ...
1691

تقریر

حکیم خلیل احمد صاحب احمدی مبلغ اسلام ساکن مونگھیر

مرتبہ

منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر "الفضل"۔ قادیان

خاکسار محمد فخر الدین احمدی ملتانی مہتمم "کتاب گھر" قادیان نے شائع کیا

منظور عام الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام ایم محمد حسین چھپا

۱۵ مئی ۱۹۳۱ء   قیمت ۱/   باردوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۰ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۰

احسانات مسیح موعود

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۰ (پارہ ۴ النصف)

صاحبان! آپ میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسانات کے نیچے دبا ہوا نہ ہوگا۔ ایسا ہی میرے خیال میں آپ میں سے کوئی ایسا شخص بھی نہ ہوگا۔ جو اپنے اپنے رنگ میں حضرت مسیح موعودؑ کے احسانات کو بہتر سے بہتر طریق سے بیان نہ کرسکتا ہوگا۔ اسلئے میں تو یہی کہونگا۔ کہ مجھ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے احسانات بیان نہیں ہو سکتے۔ مجھ میں انکے بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ اور میں انہیں بیان کرنیکا اہل نہیں ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے کسی خاص مقام کسی خاص جگہ۔ کسی خاص علاقہ۔ کسی خاص ملک پر ہی احسان نہیں۔ شرق و غرب پر۔ شمال و جنوب پر۔ کالے و گورے پر۔ شاہ و گدا پر احسان ہیں۔ اور کوئی فرد دنیا کا ایسا نہیں ہے۔ جو آپ کے احسانوں کے نیچے دبا ہوا نہ ہو۔ پھر ان بیشمار اور لا تعداد احسانوں کا بیان کرنا کس طرح ممکن ہے۔ اس لئے میں تو یہی کہونگا:۔

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حُسنِ تو بسیار ‎ گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

پھر کس احسان کو میں پہلے بیان کروں۔ اور کس کو بعد میں۔ کونسا احسان پہلے سناؤں اور کونسا پیچھے۔ کونسے احسان کو مقدم کروں اور کونسے احسان کو مؤخر۔ جبکہ میری یہ حالت ہے کہ:۔

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم ‎ کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجا ست

بہرحال چونکہ حضرت مسیح موعود کے احسانات بیان کرنا میرا فرض رکھا گیا ہے۔ اور

ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ میں مختصر بیان کروں۔ اسلئے مختصر طور پر کچھ عرض کرتا ہوں:۔

عیسائیوں پر ایک بہت بڑا احسان

ایک بہت بڑا احسان حضرت مسیح موعود کا دنیا کی اس قوم پر ہے جو بہت بڑی ہے۔ اور جسکا دنیا کے ایک کثیر حصہ پر قبضہ ہے۔ وہ عیسائی قوم ہے ممکن ہے کوئی عیسائی ہو۔ اور وہ کہے۔ کہ مرزا صاحب کا عیسائیوں پر کس طرح احسان ہو سکتا ہے انہوں نے تو عیسائیت کی جڑ پر کلہاڑا رکھدیا۔ اور عیسائیت کو اکھیڑ کر پھینک دیا۔ پھر عیسائیوں پر انکا کیا احسان ہوا۔ مگر یہ سچ ہے۔ یہ درست ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیوں پر احسان کیا ہے۔ اور بہت بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یورپ کی ساری اقوام پر۔ یورپ کے سارے بادشاہوں پر۔ یورپ کے سارے کلیساؤں پر احسان کیا ہے نہیں نہیں یہی نہیں۔ آپ نے اس وجود پر بھی احسان کیا ہے۔ جس کو عیسائیوں نے خدا کا درجہ دے رکھا ہے۔ وہ کیا احسان ہے؟ وہ یہ ہے کہ ایک ایسا خطرناک مسئلہ جس کو سنکر روح کانپ جائے۔ جسم تھرا جائے اور حواس پراگندہ ہونے لگیں۔ جو یہ ہے۔ کہ سارے یورپ نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ کہ مسیح (نعوذ باللہ) لعنتی ہوا۔ اس پر انہیں فخر ہے۔ ناز ہے۔ مگر دیکھو مسیح موعود نے آکر کس قدر احسان کیا۔ کہ بتایا۔ مسیح ملعون نہیں تھا۔ مسیح کو ملعون بنانیوالے لعنت کا مفہوم ہی نہیں جانتے۔ ورنہ انہیں معلوم ہوتا۔ کہ سیاہی اور سفیدی کا کیا تعلق؟ لعنت اور نبوت کا کیا جوڑ۔

تو حضرت مسیح موعود نے آکر عیسائیوں کو بتایا کہ جس کو تم نجات دینے والا کہتے ہو۔ میں اس کو بھی نجات دینے والا ہوں کہ وہ لعنتی نہیں ہوا۔ اور یہ یونہی نہیں کہا۔ بلکہ دلائل سے شواہد سے۔ اور حضرت مسیح کی قبر بتا کر کہا کہ جو تم سمجھے بیٹھے ہو۔ وہ صحیح نہیں ہے۔

یہ وہ احسان اور بڑا بھاری احسان ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے عیسائیوں پر کیا ممکن ہے اب اسکا اعتراف نہ کیا جائے۔ اس کی قدر نہ کی جائے۔ اس کی حقیقت نہ سمجھی جائے۔ مگر وہ دن آئیگا اور ضرور آئیگا۔ جبکہ اسکو ماننا پڑے گا۔ اور کہا جائیگا۔

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑ دو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور پتہ لگجائیگا۔ کہ وہ انسان ہے۔ جسنے ہمارے خداوند کو اتنے بڑے بہتان سے نجات دی + مجھ میں ایسی طاقت نہیں ہے۔ اور نہ لیاقت ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ اگر میں یورپ

پہنچتا۔ تو یورپ کے شہروں میں۔ یورپ کے شہروں کے بازاروں اور گلیوں میں۔ پارکوں اور سیرگاہوں میں جاکر کہتا اور سناتا۔ کہ دیکھو تم پر مسیح موعودؑ نے کتنا بڑا احسان کیا۔ اس کی قدر کرو۔

عیسائیوں پر حضرت مسیح موعود ؑ کے اور بھی بہت سے احسان ہیں۔ مگر مضمون طویل ہو جائیگا۔ اور مَیں چاہتا ہوں کہ اَوروں پر مسیح موعود ؑ کے جو احسان ہیں۔ ان میں سے بھی کچھ بیان کروں۔

ہندوؤں پر احسانات

مسلمان مانتے تھے۔ کہ قرآن کریم میں سب صداقتیں درج ہیں۔ مگر کسی نے اُن کو بیان نہ کیا۔ اور نہ کوئی کر سکتا تھا۔ ہاں حضرت مسیح موعود نے آکر ان کو پیش کیا۔ مثلاً یہ صداقت کہ کوئی قوم ایسی نہیں۔ جسمیں نبی نہ آیا ہو۔ اس کو حضرت مسیح موعود نے ہی پیش کیا۔ اور اسیطرح تمام دنیا پر احسان کیا۔ دنیا نے سب نبیوں کو بھلا دیا تھا۔ مگر آپ نے آکر یاد دلایا۔ اور ایسے نبیوں کو زندہ کیا۔ جنہیں کوئی جانتا نہ تھا۔

ہندوستان میں سب سے بڑی قوم ہندوؤں کی قوم ہے۔ آپ نے اسپر بھی کتنا بڑا احسان کیا۔ ہندو مسلمانوں میں کیسی منافرت تھی۔ کیسی دشمنی اور عداوت تھی۔ کس قدر بغض اور کینہ تھا۔ کہ ایک دوسرے کی خوبیوں کا بھی اعتراف نہ کیا جاتا تھا۔ چہ جائیکہ کوئی یہ مانتا۔ کہ ہندوؤں میں بھی خدا کے نبی آئے ہیں۔ مگر مسیح موعود نے آکر اس بات کو منوا دیا۔ مولویوں نے آپ کی اس بات کی بھی مخالفت کی۔ مگر دیکھو اب دنیا اس صداقت کو ماننے لگی ہے۔

یہ مسیح موعود ؑ کا احسان ہے۔ کس پر۔ ہندوؤں پر۔ کہ آپ نے بتایا ہندوستان میں بھی نبی آئے۔ اور کرشن ؑ بھی نبی تھے۔ اور اس بات کو منوا دیا۔ بخدا میں سچ کہتا ہوں کوئی نہیں تھا۔ جو اس بات کو منوا سکتا۔ کیا ستیارتھ پرکاش منوا سکتی تھی۔ کہ کرشن ؑ نبی تھے۔ یا کوئی ہندو سپیکر اور لیکچرار منوا سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ کوئی نہیں منوا سکتا تھا۔ مگر مسیح موعودؑ نے منوا دیا۔ پہلے پہلے اس امر کی مخالفت کی گئی۔ اس کی وجہ سے کفر کے فتوے دے گئے۔ چنانچہ مونگھیر کی مسجد کے مقدمہ میں یہ بات بھی پیش کی گئی۔ کہ چونکہ مرزائی کرشن ؑ کو نبی کہتے ہیں وہ اسلئے مسجد میں نہیں جا سکتے۔ مگر دوستو! اب گنگا الٹی بہنے لگی ہے۔ اب خود مسلمان ماننے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اور اور لوگوں نے حضرت کرشن ؑ کو نبی لکھا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ خواہ وہ ہزار دفعہ لکھیں۔ پھر بھی مسیح موعود کیطرح کسی سے منوا نہیں سکتے۔ دوسروں سے منوا دینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کام تھا۔ یہ ہندو قوم پر کتنا بڑا احسان ہے *

سکھوں پر احسان

پھر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور بہت بڑا احسان ہے۔ اور وہ پنجاب کی ایک مشہور قوم پر ہے۔ پنجاب میں ایک قوم سکھ رہتی ہے اسپر آپنے احسان کیا ہو۔ اسکو آپنے بتایا ہو۔ کہ حضرت بابا نانک ایک پاکباز سچے اور ولی اللہ تھے ٭

ایک جگہ میں قادیان آرہا تھا۔ راستہ میں مجھے ایک سکھ ملا۔ اُسنے پوچھا کہ مرزا صاحب نے کیا کیا۔ میں نے اُسے کہا۔ مرزا صاحب نے خاص تمہارے لئے جو کچھ کیا ہے وہ ایسا ہے کہ تمہارے کالج۔ تمہارے سکول۔ تمہارے لیکچرار سب ملکر بھی وہ نہیں کر سکتے تھے اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کے دلوں میں بابا صاحب کی عزت بٹھادی ہے یہ سُنکر وہ خاموش ہو گیا ٭

دنیا کی ہر ایک قوم پر احسان

پھر حضرت مسیح موعودؑ نے ہر قوم پر احسان کیا ہے۔ اور وہ یہ ایک کھوئی ہوئی چیز ایک گم شدہ نعمت تھی۔ جو کسیکو نہ ملتی تھی مگر آپنے آکر سب کے سامنے پیش کر دی یعنی ایک قادر و توانا۔ علیم و خبیر۔ رحیم و کریم۔ غفور و رحیم ہستی کا پتہ بتادیا ہے۔ آپ کی بعثت سے قبل اور اب بھی وہ دنیا جو آپ کے جھنڈے کے نیچے تا حال نہیں آئی خدا کو مانتی تھی۔ مگر وہ سچّا یا حقیقی خدا کو نہیں مانتی تھی۔ نہ عرب کے لوگ مانتے تھے نہ بغداد کے نہ یورپ کے۔ نہ امریکہ کے۔ انکا خدا گونگا بہرا۔ اور بیکار بلکہ مردہ خدا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ نے آکر زندہ خدا دکھادیا۔ جو اپنے بندوں سے بولتا۔ اپنے بندوں سے باتیں کرتا۔ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اسی لئے آپ نے کہا ؎

آں خدائیکہ از و اہلِ جہاں بے خبر اند ۔ برمن او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

وہ خدا جسکو دنیا نہیں جانتی تھی۔ اس نے مجھپر تجلّی کی۔ اسکو مانو۔ تو کامل خدا کسی کے پاس نہ تھا ٭

آپکے علمی احسانات

حضرت مسیح موعودؑ کے دنیا پر اور بھی کئی طرح کے احسان ہیں۔ اب میں آپ کے علمی احسانات میں سے کچھ بیان کرتا ہوں ٭ قرآن دنیا میں موجود تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایک طرح پر نہیں بھی تھا۔ لا یبقیٰ من القرآن الا رسمہ ولا یبقیٰ من الاسلام الا رسمہ

قرآن مجید سے سب مسلمانوں کو دلچسپی پیدا کرادی

آپ قرآن کو ثریا سے لائے۔ اور آپنے آکر نہ صرف احمدیوں کو قرآن پڑھایا بلکہ غیر احمدیوں کو بھی پڑھایا۔ کیونکہ جب احمدی ان سے قرآن کو پیش کر کے بات کرتے ہیں تو انکو بھی ضرورت پیش آتی ہو۔ کہ قرآن کھولیں۔ تو یہ غیر احمدیوں پر بھی حضرت مسیح موعود نے احسان کیا کہ انکو احمدیوں کے مقابلہ میں لازماً قرآن پڑھنا پڑتا ہے۔

ایک عرب کا آدمی مجھ سے ملا۔ اس سے باتیں ہونے لگیں۔ وفات مسیح پر گفتگو تھی اور یا عیسیٰ

انی متوفیک الخ کی آیت تلاش کرناتھی - اس نے قرآن لیکر بہت کوشش کی مگر نہ ملی وہ عربی تھا عربی اسکی مادری زبان تھی - عرب میں وہ پلا تھا - مگر اُسے آیت نہ ملی اور میں نے اسے نکالکردی جس سے معلوم ہوا کہ اسنے کبھی قرآن کو پڑھا ہی نہ تھا - مگر اسوقت اُسے بھی پڑھنے کی ضرورت پیش آئی -

تو قرآن سے دلچسپی سب کو پیدا ہوگئی ہی خواہ کسی طرح ہی سہی - اور اب تو مسٹر گاندھی کا ایجاد کردہ "ترک موالات" بھی اسی سے نکالنے لگ گئے ہیں ؀

مقطعات کی حقیقت بتائی پھر قرآن کے حروف مقطعات ایک ایسا راز سربستہ تھا جسے کوئی نہ جانتا تھا حضرت مسیح موعودؑ نے بتایا کہ ان کا کیا مطلب ہے ؀

قرآنی قسموں کی فلاسفی سمجھائی پھر قرآن میں سورج اور چاند اور دوسری چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں - مسلمان ان کا مطلب نہیں بتا سکتے تھے - مگر حضرت مسیح موعود کا یہ احسان ہی کہ آپ نے ان کے معارف اور فلاسفی بیان فرمائی - اور اس شان کی بیان فرمائی - کہ جو آپ کے مخالف ہیں - وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ؀

ابوالکلام اور ثناءاللہ کی زلہ ربائی غیراحمدیوں میں سب سے زیادہ قرآن جاننے کا دعوےٰ کرنے اور قرآن ہی سے استدلال کرنیوالے مولوی ابوالکلام ہیں وہ ایک جگہ قسم کی فلاسفی بیان کرتے ہیں کہ گویا خود انکے کاوش فکر کا نتیجہ ہی - حالانکہ حضرت مسیح موعود نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور "آئینہ کمالات اسلام" میں اسے بیان کیا ہی :-

مولوی ابوالکلام البلاغ نمبر ۵ - ۶ و ۱۲ جلد ۱ میں فخریہ لکھتے ہیں :-

"قسم کے معنی شہادت کے ہیں اور دلالت کے ہیں - وہ ایک شاہد ہے - جو کہ اپنے مابعد کے دعوٰی کے لئے پیش کیا ہے - قسم کا مقصد استشہاد ہوتا ہے ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں - یعنے کہتے ہیں کہ خدا شاہد ہے کہ ہم نے جھوٹ نہ بولا - سورہ والفجر میں ھل فی ذلک قسم لذی حجر - یعنی ان چیزوں میں صاحب عقل کیلئے بڑی بڑی شہادت ہے - منافقین کہتے ہیں انک لرسول اللہ - اللہ نے ان کی تکذیب کی اور کہا اتخذوا ایمانہم جنۃ - پس خود خدا نے خود ہی شہادت کو قسم سے تعبیر کیا ہی لیکن چونکہ عوام مفسرین و متاخرین نے اس حقیقت پر غور نہیں کیا - اسلئے وہ اس دھوکے میں پڑ گئے - کہ قسم ان چیزوں کی کھائی جاتی ہی جنمیں بڑائی اور عظمت ہو - اسلئے تمام قسموں میں صرف عظمت کو ہی تلاش کرتے ہیں امام رازی گو فرماتے ہیں کہ قسم ایک طرح کی دلیل ہے لیکن چونکہ اصل حقیقت سے پوری طرح متاثر نہیں اسلئے غلطی کو شروع کر دیتے ہیں"

دیکھو حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ فلاسفی کو کس جرأت اور دلیری سے اپنے دماغ کا نتیجہ قرار دیا گیا ہی اور سب مفسرین و متاخرین پر اپنا فخر جتایا گیا ہے ؀ اسیطرح مولوی ثناءاللہ نے قسم کی فلاسفی جو حضرت مسیح موعود نے بیان کی ہی - اپنی کتاب "ترک اسلام" میں لیا ہے -

آپنے دعا کا فلسفہ بیان فرمایا - پھر حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کا فلسفہ بیان کیا - اس مسئلہ پر کس قدر

اعتراض ہوتے تھے۔ جو مسلمان کہلانیوالے اس کے منکر ہو گئے تھے۔ سر سید جیسے لوگوں نے اس پر اعتراض کئے۔ مگر آپ نے نہ صرف اسکی فلاسفی بیان فرمائی۔ بلکہ مشاہدہ کرا دیا اور دکھا دیا کہ یہ دعا ہوتی ہے +

دعا کی فلاسفی کا سرقہ آپکی بیان فرمودہ دعا کی فلاسفی کا بھی مخالفوں نے سرقہ کیا ہے۔ اور لفظ بلفظ سرقہ کیا ہے چنانچہ گوجرات سے ایک رسالہ "حکمت" نکلتا تھا۔ اسکے نمبر ۲ میں ایک شخص قمرالدین صاحب نے دعا کے متعلق ایک مضمون لکھا۔ جو حضرت مسیح موعود کی کتاب ایام الصلح کے صـ۲ سے لیا ہوا تھا۔ اور جو یہ ہے۔ کہ:-

"دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں۔ جو مشکل کے وقت غور اور فکر اور توجہ سے کام نہ لیتا ہو۔ گویا وہ بڑی عاجزی سے ایک غیب کی طاقت سے روشنی تلاش کرتا ہے۔ درحقیقت ہماری وہ حالت ایک دعا کی حالت ہوتی ہے۔ ہمارا سوچنا ہمارا فکر کرنا۔ اور ہمارا طلب امر مخفی کے لئے خیال دوڑانا یہ سب امور دعا ہی میں داخل ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ عارفوں کی دعا آداب معرفت کیساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اور انکی روح مبدء فیض کو شناخت کرکے بصیرت کے ساتھ اسی کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے۔ اور محجوبوں کی دعا صرف ایک سرگردانی ہے جو فکر اور غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ہوتی ہے کیونکہ وہ لوگ جنکو خدا تعالیٰ سے ربط معرفت نہیں۔ اور نہ اسپر یقین ہے۔ وہ بھی فکر اور غور کے وسیلے سے یہی چاہتے ہیں کوئی بات کامیابی کی (یہاں کتاب ایام الصلح میں "کامیابی کی بات" ہے) ان کے دل میں پڑ جائے"

دوزخ و جنت کی حقیقت بتائی پھر حضرت مرزا صاحب نے دوزخ اور جنت کی فلاسفی بیان فرمائی دنیا واقف نہ تھی۔ جانتی نہ تھی۔ اور مولویوں نے بہشت و دوزخ جس طرز کا بنا رکھا تھا اس کو یورپ کے سامنے پیش کرنا اور وہاں کے لوگوں سے منوانا تو بڑی بات تھی۔ ذرا سکول کے لونڈوں سے ہی منوا دیں۔ انہوں نے بہشت و دوزخ کا ایسا نقشہ پیش کیا۔ کہ جو سوائے مضحکہ خیز ہونے کے اور کچھ نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود نے ایسا پیش کیا کہ کوئی معقول پسند انسان اسپر اعتراض نہیں کرسکتا + بہشت اور دوزخ کی فلاسفی بھی میں نے البلاغ میں دیکھی۔ جو حضرت مسیح موعود ؑ سے ہی لی ہوئی تھی

فرشتوں کی حقیقت بتائی پھر لوگ فرشتوں کا انکار کر بیٹھے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے انکی حقیقت بتائی اور اب ممکن ہے کہ آپ میں سے بھی بہتوں کا تعلق فرشتوں سے ہوا ہو۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود ہی کے طفیل ہے کیونکہ اس زمانہ کے علماء کے فرشتوں کے تو پر کٹے ہوئے تھے۔ وہ نہ کسی کے پاس آسکتے تھے اور نہ کسی سے تعلق رکھ سکتے تھے۔ انکے نزدیک شیطان کی ذریّت تو آسکتی تھی۔ اور لوگوں کو گمراہ کرسکتی تھی۔ مگر فرشتے نہیں آسکتے تھے۔ گویا ان کی طاقت زائل ہو چکی تھی۔ کیا ایسے نکمے اور پنشن یافتہ فرشتے اس زمانہ کے علماء لوگوں سے منوا سکتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرشتوں کو اصلی رنگ میں پیش کیا۔ جو نبیوں کے پاس آتے تھے اور انکی فلاسفی اور حقیقت بیان فرمائی

الہامی کتاب جو دعوی کرے اسکی دلیل بھی دے پھر علم کلام میں حضرت مسیح موعود ؑ نے ایسا اضافہ کیا کہ جو دنیا میں نہیں،

پایا جاتا تھا۔ اور وہ یہ کہ الہامی کتب وہی ہونی چاہیئے۔ جو خود دعویٰ کرے اور خود ہی دلیل بھی دے۔ یہ نہیں کہ ایک دعویٰ تو کتاب میں موجود ہو۔ اور اس کے دلائل کتاب کے ماننے والے دیں۔ اس مقابلہ میں دنیا کا کوئی مذہب اسلام کے سامنے نہیں آسکتا۔

ثناء اللہ نے اس سے فائدہ اٹھایا

اس بات سے بھی ہمارے مخالفین فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور تو اور ثناء اللہ جیسا مخالف بھی اس اصل کو لیتا ہے۔ اور آریوں کے مقابلہ میں اپنے رسالہ (جس کا نام الہامی کتاب ہے) کے صفہ ۲ پر لکھتا ہے:۔

"الہامی کتاب کے لئے یہ ہمارے نزدیک ضروری ہے۔ بلکہ کل اہل الرائے کے نزدیک ضروری ہے۔ کہ جس کتاب کو ہم الہامی کہیں اسنے خود بھی دعویٰ کیا ہو۔ اور اس کے لانیوالے یا دوسرے لفظوں میں ملہم کے حالات معلوم ہوں۔ پس کون نہیں جانتا کہ جب تک مدعی دعویٰ نہ کرے۔ گواہ کسی کام کا نہیں"

پھر صفحہ ۱۳ پر لکھتا ہے:۔

"قرآن وید اور بائیبل کی طرح چپ چاپ نہیں کہ معتقدین بقول شخصے "پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند""

عرش کی حقیقت واضح کی

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عرش کی حقیقت بیان فرمائی۔ مخالفین کی طرف سے اسکے متعلق ایسے اعتراض ہوتے تھے کہ مسلمان کہلانے والے انکا کوئی جواب دے سکتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے عرش کی حقیقت بیان کرکے ان کو خاموش کر دیا اور بتایا کہ عرش مخلوق ہے۔ اور اس سے مراد خدا تعالیٰ کی حکومت ہے۔

ثناء اللہ نے اس سے بھی فائدہ اٹھایا

چنانچہ ثناء اللہ اپنے مخالف مولویوں کو جواب دیتے ہوئے اپنے رسالہ کلام المبین میں لکھتا ہے:۔

"افسوس یہ ہے کہ اگر آپ کے نزدیک عرش کے مخلوق ہونے کا ثبوت ایسا ہی قطعی ہے۔ تو آپ مرزائی قادیانی کو کیوں نہیں دکھاتے جسنے اشتہار دیا ہوا ہے۔ کہ جو مجھ کو عرش کا مجسم ہونا ثابت کردے۔ ایک ہزار مجھ سے انعام لے۔ کیا میں ہی آپ کے پنجہ ظلم کا مشق ہوں"

آپ نے ثابت کیا کہ عربی ام الالسنہ ہے

پھر زبان کی قدامت اور ام الالسنہ پر جب آریوں وغیرہ سے مسلمانوں کی گفتگو ہوتی۔ تو بغلیں جھانکنے لگتے۔ اور عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کا ثبوت نہ دے سکتے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے ثابت کر دیا۔ کہ عربی زبان ہی ام الالسنہ ہے۔

ثناء اللہ اس سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے

لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے متعلق جو کتاب منن الرحمٰن لکھی تھی۔ وہ شائع نہیں ہوئی تھی۔ اسلئے اس کا سرقہ کر کے خود جواب تو نہیں دے سکا۔ البتہ آریہ کو کہتا ہے:۔

"آپنے جو عربی زبان کے متعلق طول طویل تقریر کی ہے۔ بہرے مضمون سے خارج ہے۔ اس لئے میں اس کا جواب دینا اپنا فرض نہیں سمجھتا۔ اس کا جواب لینا ہو۔ تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتاب منن الرحمٰن ملاحظہ کریں۔"

کے ان الفاظ کو دیکھو۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کس طرح مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود ؑ کی باتوں کا سرقہ کرنے کے لئے تیار رہتا تھا۔

حضور کا اردو زبان پر احسان

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اردو زبان پر احسان کیا اور اس میں ایسے الفاظ داخل فرمائے۔ جنکو دنیا آپ سے پہلے جانتی نہ تھی۔ چنانچہ زندہ کتاب۔ زندہ خدا۔ زندہ زبان۔ زندہ رسول۔ زندہ مذہب۔ بیسیوں ایسے الفاظ ہیں۔ جو تم کسی کتاب میں نہ پاؤ گے۔ جو مسیح موعود سے پہلے استعمال کئے گئے ہوں۔ یہ حضرت مسیح موعود نے ہی استعمال کئے۔ اور اب مخالفین بھی استعمال کرنے لگے *

بڑے بڑے زباندان آپ کا تتبع کرتے ہیں

حضرت مسیح موعود ؑ کشتی نوح ؑ میں ایک عبارت لکھتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ تمہارے اندر سے ایمان اس طرح پرواز کر گیا۔ جس طرح کبوتر گھونسلے سے۔

یہ محاورہ مجھے بہت ہی پسند آیا۔ اور میں اس ٹوہ میں لگ گیا۔ کہ دیکھوں کسی نے اسے چرایا ہے یا نہیں۔ آخر پتہ لگا کہ ابو الکلام صاحب البلاغ جلد ۱ نمبر ۱ میں اراکین علی گڈھ کالج کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں:۔

”افسوس تمہارے دل سے خوف خدا اس طرح نکل گیا۔ جس طرح کبوتر اپنے گھونسلے سے اڑ جاتا ہے“

اب حال ہی میں یہی محاورہ ایک اردو کے روزانہ اخبار میں جس کا نام ”زمانہ“ ہے اور جو کلکتہ سے نکلتا ہے۔ اس میں استعمال کیا گیا ہے۔

تو اردو زبان پر حضرت مسیح موعود نے اس قدر احسان کیا ہے کہ اور کوئی کیا کریگا۔ اردو زبان حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ایک زندہ زبان ہو گئی ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو اسے مٹا سکے۔ کوئی انجمن کوئی کمیٹی اور کوئی سوسائیٹی اردو کو ترقی دینے کے لئے حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ آپ نے اردو میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور اب جس ملک جس علاقہ جس قوم جس زبان کا بھی کوئی شخص آپ کو مانے گا۔ اسے آپ کی تعلیم سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے اردو زبان

سیکھنا ہوگی۔ اور اسیطرح یہ زبان دن بدن ترقی کرتی جائیگی۔ وہ لوگ جو اردو کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہوجائیں۔

یہ بتایا کہ سلسلہ الہام تایوم القیام جاری ہے

پھر اس زمانہ میں اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود نے ہی پیش کیا ہے کہ خدا بولنے والا ہے۔ گونگا نہیں۔ اب اس کو ہندوستان کے لوگ تو الگ رہے۔ غیر ممالک کے لوگ بھی مان رہے ہیں۔ چنانچہ ایک انگریز رسالہ لنڈن کوارٹرلی ریویو میں لکھتا ہے:۔

"ملاکی نبی آخری نبی نہیں تھا اور نہ یوحنا آخری رسول تھا۔ اور ہم اس بات کے قائل ہوگئے ہیں کہ بائبل خدا کا آخری کلام نہیں۔ خدا گونگا نہیں کہ بائیبل کے بعد اس نے کلام کرنا چھوڑ دیا۔"

حضرت مسیح موعود سے پہلے یہ کون مانتا تھا۔ مگر اب دیکھو یورپ والے اور ان کے پادری یہ کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے ان کے مذہب کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

مسائل مختلف فیہا کا بہترین فیصلہ کیا

پھر مذہبی مسائل کے اختلافات کو دور کرکے حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ دجّال کے متعلق کیا کیا نقشے بنائے گئے تھے۔ اور کیا کیا دور از عقل و فکر باتیں گھڑی گئی تھیں حضرت مسیح موعود نے ان سب کو رد کیا اور اصل دجال بتایا۔

لوگ ہنستے ہیں کہ احمدی ریل کو دجال کا گدھا کہتے ہیں۔ مگر ان سے کہو۔ ذرا اپنے دجال کے گدھے کو یورپ میں دوڑا کے تو دکھاؤ۔

اسی طرح یاجوج ماجوج کی حقیقت بیان فرمائی۔ اسی طرح وفات مسیح کا مسئلہ پیش کرکے مسلمانوں پر احسان کیا۔

مسئلہ نبوت بعد خاتم النبیین سلجھادیا

اسی طرح مسئلہ نبوت کی حقیقت بیان فرمائی۔ لوگ نبوت سے اس طرح ڈرتے تھے جس طرح زہر سے۔ اور دنیا نے نبوت کو زہر کا پیالہ سمجھا ہوا تھا۔ مگر آپ نے بتایا یہ زہر نہیں بلکہ آب زلال ہے۔ لعنت نہیں رحمت ہے۔ مصیبت نہیں نعمت ہے۔ گو ابھی تک دنیا اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ مگر وہ وقت آئیگا اور ضرور آئیگا۔ جبکہ مانیگی۔

امت محمدیہ کو خیر الامم ثابت کیا

پھر قومی طور پر مسلمانوں پر حضرت مسیح موعود نے یہ احسان کیا کہ ہر قوم اپنی بزرگی اور برتری چاہتی تھی۔ اور کہتی تھی کہ آخری آنیوالا ہم ہیں سے آئے۔ اس میدان مقابلہ میں حضرت مسیح موعود نے امت محمدیہ ہیں سے آکر سب پر مسلمانوں کی برتری ثابت کر دی۔ اور بتا دیا کہ اب نہ تو کوئی عیسائیت ہیں سے آئیگا۔ نہ کسی اور مذہب سے۔ اگرچہ اس وقت مسلمان اس احسان کو محسوس نہیں کر رہے۔ مگر آہستہ آہستہ وقت آئیگا۔ جب انہیں اس کی قدر و قیمت معلوم ہوگی۔ اور دنیا کا قاعدہ ہے۔ کہ بعد میں ہی مانا کرتی ہے۔ مگر ایسے طریق پر جو الٹا ہوتا ہے

ضرورت نے ایک مشرک کو مہدی کا درجہ دلایا

اسی وقت دیکھ لو۔ مسلمانوں نے حضرت مسیح موعود کا تو انکار کیا۔ جو خدا کے سچے مرسل تھے۔ مگر ضروریات کے ہاتھ نے ان کی ایسی گردن دبائی کہ وہ ایک مشرک کو مہدی کا درجہ دینے لگ گئے۔ خدا تعالٰی کی طرف سے عین وقت پر جو مہدی آیا تھا اس کا تو انکار کیا اور کہدیا کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر چونکہ ضرورت ایسی زبردست تھی کہ ان کے انکار سے دبی نہیں رہ سکتی تھی۔ اس لئے کبھی انہوں نے کسی کی طرف دیکھا اور کبھی کسیکی طرف۔ کبھی ٹرپلی کی طرف منہ کئے رکھا۔ کہ شیخ سنوسی آجائے۔ کبھی کسی نوجوان ترک پر نظر رکھی۔ اور آج اس مہدی کو مان رہے ہیں۔ جسکو سب جانتے ہیں۔ اور میں نے اپنے کانوں سے بمبئی میں سُنا۔ کہ مہدی گاندہی ہے۔

حضور کی طفیل مشرق مغرب کا محسن بن گیا

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یورپ پر احسان کیا ہے۔ کہ یہاں سے مبلغ جاتے اور وہاں تبلیغ کرتے ہیں۔ اور دیکھو گنگا کس طرح الٹی بہنے لگی۔ اور لوگ تو ہندوستان سے یورپ تہذیب اور علم سیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ مگر اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شاگرد ان کو تہذیب اور علم سکھانے کے لئے جاتے ہیں۔ یہ کس قدر عظیم الشان ملکی احسان ہے حضرت مسیح موعود کا۔ کہ اب ہندوستان یورپ کا شاگرد نہیں ہوگا۔ بلکہ استاد ہوگا۔ یہ آپ لوگوں نے ہی ہوا پلٹ دی ہے۔ اور کوئی یہ کام کر نہیں سکتا +

احمدی جماعت پر احسانات

اب میں اپنی جماعت کو مخاطب کرتا ہوں غیروں کو جانے دو تم خود بتاؤ تم پر حضرت مسیح موعود نے کتنے احسان کئے ہیں۔ کیا تم ایسی قوم میں سے نہیں تھے۔ جو بالکل گری ہوئی تھی۔ اور اب تم کو مسیح موعود نے کس قدر اونچا کیا۔ بخدا اتنا اونچا کیا۔ کہ جس طرح ہمالیہ کی چوٹی پر کھڑے ہونے والے کو زمین پر چلنے والے رینگتے ہوئے کیڑے معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا ہی تمہاری نظر میں وہ لوگ ہیں۔ جو اس مقام پر نہیں۔ جہاں تم کھڑے ہو۔ مگر یہ مرتبہ یہ علو یہ رفعت تمہیں کس کے طفیل حاصل ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل۔ یہ تم پر حضرت مسیح موعود کا ایسا احسان ہے، کہ تم کسی سے دب نہیں سکتے۔ کیونکہ تم میں وہ جوہر وہ قوت، وہ طاقت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ اگر توپ کے سامنے رکھا جائے۔ تو بھی تم اضطراب نہ ظاہر کرو گے۔ یہ نفس مطمئنہ جو تمہارے پاس ہے۔ بہت بڑا احسان ہے۔ دیکھو دنیا کس طرح ہل رہی ہے۔ کیسے چکر کھا رہی ہے۔ کیونکر زیر و زبر ہو رہی ہے۔ مگر تم کیسے امن میں ہو۔ زمین کی ہر ایک چیز ہلا دی گئی ہے۔ مگر احمدی ہیں کہ ہلتے نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود کا ان پر احسان ہے۔ کہ ان کو ایسی مضبوط چٹان بنا دیا ہے۔ جو کسی طرح ہل نہیں سکتی۔ آج دنیا ساری عزت اور وجاہت حاصل کرلے اور سب سے زیادہ مرغوب چیز سوراجیہ پالے۔ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ یہی کہ زمین اپنی بنالیگی مگر مسیح موعود نے تمہارے لئے کیا کیا۔ آسمان تم کو دیدیا۔ آسمان کی سیلف گورنمنٹ دیدی۔ اور جب آسمانی حکومت ہمارے ساتھ ہوگی تو پھر یہ پیروں سے روندی جانیوالی زمین کہاں بھاگ کر جا سکتی ہے۔ یہ تو ہمارے پیروں کے نیچے ہے۔ دنیا بہت کوشش کر رہی ہے۔ اور اپنی ساری طاقت اور قوت صرف کر رہی ہے۔ مگر کیا کریگی۔ یہی کہ ہمارے پیروں تلے کی زمین حاصل کریگی۔ لیکن آسمانی حکومت ہمارے ساتھ ہے۔ اور جو کچھ ہوتا ہے۔ آسمان ہی سے ہوتا ہے۔ پھر ہم سے زیادہ کیا دنیا حاصل کر سکتی ہے۔

پھر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ان دینی ملک فرعونوں سے بچایا۔ اور ہم ان کی بیڑیوں اور پھندوں سے نکل آئے۔ جن میں عوام جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں ان پھندوں سے نکالنے کے لئے حضرت مسیح موعود نے کسقدر تکلیفیں

اٹھائیں۔ کتنی گالیاں سنیں۔ کتنے طعنے سہے۔ آجکل لوگ اٹھتے ہیں۔ مگر اس لئے کہ لیڈر بنیں اور لوگ ان پر پھولوں کی بارش کریں۔ لیکن ہمارا لیڈر پھولوں کی بارش میں نہیں پتھروں کی بوچھاڑ میں آیا۔ اور ایسی خطرناک حالت میں اس نے ہم کو بیڑیوں سے آزاد کیا۔ دنیا کے لیڈر چونکہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق چلتے ہیں۔ اس لئے ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے ہیں۔ لیکن مسیح موعود نے لوگوں کی خواہشات کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس لئے لوگ آپ کے خلاف ہو گئے۔ یہ فرق ہے آپ میں اور آجکل کے لیڈروں میں *

پھر حضرت مسیح موعود نے ایک اور بہت بڑا احسان تم پر کیا۔ اور وہ یہ کہ تمہارے لئے محمود جیسا جانشین چھوڑا۔ غیر مبایعین سے میری کئی دفعہ باتیں ہوئی ہیں۔ بعض ان میں سے سخت بدزبان ہیں۔ ایسے ہی ایک شخص نے کہا کہ میاں صاحب پولوس ہیں۔ میں نے کہا۔ اگر پولوس سے ہی کیسی مماثلت تلاش کرنی ہے۔ تو بتاؤ پولس حضرت مسیح کا بیٹا تھا۔ یا مریدوں میں سے۔ اب بھی اگر کوئی پولوس ہو سکتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود کے مریدوں میں سے ہی ہوگا۔ پھر پولوس اسرائیلی تھا۔ اس لئے اب بھی پولوس اسی نسل سے ہونا چاہیئے۔ جو کشمیر میں بھی آئی۔

میں تو کہتا ہوں۔ اگر کوئی ایسا بیٹا جیسا کہ مسیح موعود کا ہے۔ حضرت مسیح کا ہوتا۔ تو ان کی جماعت پولوسی فتنہ سے بچ جاتی۔ ہمیں مسیح موعود کے بیٹے کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ نے پولوسی فتنہ سے بچایا ہے۔ پولوس ہماری طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ مگر خدا نے مسیح موعود کے بیٹے کو جلد جلد بڑھایا۔ تاکہ اس کے ہاتھ توڑ دے۔ اور ہم کو بچا لے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ آپ نے ہمیں ایسا جانشین دیا۔ جس نے ہمیں پولوسی فتنہ سے بچا لیا *

پھر پیغامی نے کہا۔ یہ نوح کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا نادان! یہ تو مسیح موعود کی دعاؤں سے پیدا ہوا ہے۔ کیا نوح کا بیٹا بھی اسی طرح پیدا ہوا تھا۔ پھر میں نے کہا۔ نوح کا بیٹا تو وہ تھا۔ جو ان کی کشتی میں نہیں سوار ہوا تھا۔ اور غرق ہو گیا تھا۔ مگر مسیح موعود کے اس بیٹے نے تو مسیح موعود کی کشتی کو سنبھالا۔ یہ تو نوح ؑ کے ان دو سرے بیٹوں کی طرح ہے۔ جن سے

دنیا آباد ہوئی۔

پھر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ترجمہ میں لکھا ہے۔ کہ ڈوبنے والا حضرت نوح کا بیٹا نہیں تھا۔ ان کی بیوی کا بیٹا تھا۔ اب دیکھو۔ مسیح موعودؑ نے کس کو بیٹے کی طرح پیار کیا اور کس کو اپنی چار دیواری میں رکھا۔ جاننے والے اسے جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ مسیح موعود کی چار دیواری چھوڑ کر نکل گیا اور اب مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو (نعوذ باللہ) برباد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سعدی رح نے حضرت نوحؑ کے متعلق کہا ہے:۔

درصحبت بداں نشست و خاندان نبوت گم کرد

اب دیکھو نبوت کو برباد کرنیوالا کون ہے تو یہ بھی حضرت مسیح موعود کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے، کہ آپ نے ہمیں ایسا جانشین دیا۔ جس نے ہمیں بچا لیا۔ اگر وہ لوگ کامیاب ہو جاتے تو آج احمدی جماعت کی بھی حالت ایسی ہی ہوتی۔ جیسی اور لوگوں کی ہو رہی ہے۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ احمدی عجیب ہیں۔ دنیا تباہ ہو رہی ہے۔ مگر یہ خوشیاں منا رہے ہیں ہم کہتے ہیں ہم کیوں خوشیاں نہ منائیں۔ ہمیں مسیح موعود نے ایسی جگہ کھڑا کر دیا ہے کہ ہم دنیا کے تغیرات اور حوادث سے غم کھا ہی نہیں سکتے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ اسلام مٹ رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں مٹ کہاں رہا ہے۔ نئے خوشے نکل رہے ہیں:۔

پھر حضرت مسیح موعودؑ نے عبادت کے متعلق ہم پر احسان کیا ہے۔ سچ بتاؤ نمازوں میں تم نے کبھی ایسے سجدے کئے تھے۔ جیسے احمدی ہو کر کرتے ہو۔ ہرگز نہیں یہ نعمت تمہیں مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ ہی حاصل ہوئی ہے۔ مسیح موعودؑ نے تمہیں ایسی نماز پڑھائی۔ جو اس سے قبل تم نے ساری زندگی میں نہ پڑھی تھی۔ اسوقت تم نماز پڑھتے تھے۔ مگر زمین کہتی تھی۔ ؎

بزمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا بر آمد کہ مرا خراب کردی تو زسجدۂ ریائی

مگر اب دیکھو تمہاری کیا حالت ہے

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں وہ قرآن دیا۔ جو پہلے نہیں تھا۔ پھر تم غیر احمدیوں سے کہہ سکتے ہو کہ ہمارے محمدؐ وہ نہیں جو تمہارے ہیں۔ بلکہ وہ

ہیں۔ جو ہمیں مرزا نے دیئے۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سخی ہیں۔ وہ نبوت بانٹنے والے ہیں نہ کہ نبوت کے دروازہ کو بند کرنیوالے۔

گورنمنٹ پر احسان

اب میں گورنمنٹ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں اور علی الاعلان کہتا ہوں کہ گورنمنٹ پر حضرت مرزا صاحب نے زبردست احسان کیا ہے۔ ہمارے سینوں میں بھی دل تھے۔ ہم بھی دماغ رکھتے تھے۔ ہم میں بھی عقل تھی۔ آجکل کے لیڈروں کے لیکچر سُنکر ہمارے دل بھی بدل سکتے تھے۔ ہمارے دماغ بھی پلٹ سکتے تھے۔ ہماری عقل بھی چکرا سکتی تھی۔ مگر یہ مسیح موعود کا ہی احسان ہے۔ کہ آج ہم اسجگہ جمع نہیں ہیں۔ جہاں گورنمنٹ کے مخالف لوگ جمع ہیں۔ بلکہ اس جگہ جمع ہیں۔ جہاں گورنمنٹ کی کوئی مخالفت کرنیوالا نہیں ہے ہمیں گورنمنٹ نے اپنا وفادار بنانے کے لئے کوئی تنخواہ دی ہے۔؟ کوئی انعام دیا ہے؟ کوئی جاگیر دی ہے؟ کوئی روپیہ دیا ہے؟ کچھ نہیں۔ مگر میں کھلے طور پر کہتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ سے تنخواہ پانے والے۔ گورنمنٹ سے انعام حاصل کرنے والے ایسے نہیں ہیں۔ جیسے ہم وفادار ہیں۔

یہ میں گورنمنٹ کو سناتا ہوں۔ اور گورنمنٹ کے اہلکاروں کو سناتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ ان پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ جس کی انہیں قدر کرنی چاہیے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کر لینا چاہیئے۔

پھر میں ایک اور احسان بتلاتا ہوں۔ جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ فرماتا ہے۔ لقد من اللہ علے المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم اللہ نے تمپر احسان یہ کیا ہے۔ کہ تم میں رسول بھیجا ہے۔ جو تم میں سے ہے۔ یہ کتنا بڑا احسان ہے۔ کاش مسلمان سوچیں اور اس کی قدر کریں۔

جاں نثارانِ اسلام کی ایک جماعت پیدا کر دی

پھر دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کیسے نمونے تیار کئے۔ اصحاب الصفہ آپ نے ایک ایسی جماعت بنائی۔ جو اسلام کے لئے راتوں کو اُٹھ اٹھ کر روتی اور دعائیں کرتی ہے۔ دیکھو مسیح موعود اسلامی درد سے مجبور ہو کر روئے۔ پھر

خدا نے کس قدر اس درد کو محسوس کرکے رونے والے پیدا کردئے۔ پھر یہ اپنے بھائیوں کا درد محسوس کرتے ہیں۔ اگر کسی ایک بھائی کو صدمہ پہنچے۔ تو سب کو درد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور سب اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں *

مسیح موعود کا یہ کتنا بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے ہمارے اتنے ہمدرد پیدا کر دیئے ہیں *

مخالفین سے خطاب

آخیر میں صرف ان لوگوں کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ دجال کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کچھ تو عقل و فکر سے کام لو۔ اور اتنا تو سوچو کہ کیا وہ شخص دجال ہو سکتا ہے۔ جو پہلے قلم اٹھاتا ہے۔ تو اسلام کی تائید میں ایسی بے نظیر کتاب لکھتا ہے۔ جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور آخری کام کرتا ہے۔ تو پیغام صلح لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اور تو سب لوگوں سے ہماری صلح ہو سکتی ہے۔ مگر ان سے نہیں ہو سکتی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتے ہیں۔ جنگل کے درندوں اور زمینِ شور کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق برے الفاظ استعمال کرنے والوں سے نہیں ہو سکتی *

اب بتاؤ کیا یہ اسلام کے دشمن کا کام ہے۔ اور ایسا انسان (نعوذ باللہ) دجال ہے یا اسلام کا محسن اور سچا خیر خواہ ہے *

سلسلہ احمدیہ کی کُل کتب اور فہرست کتب اور قرآن شریف بطرز آسان

اور حمائلیں اور قاعدہ قرآن آسان طرز کا پتہ ذیل سے طلب کریں *

کتاب گھر قادیان